اعظم النکاح برکۃ أیسرہٗ مؤنۃ (الحدیث)

نکاح کو کریں آساں کہ ہے یہ قول رسولؐ :: نکاح وہ ہے مبارک ہو سہل جس کا حصول

شادی

مگر

سادی

ترتیب

عطاء الرحمٰن قاسمی

امام مسجد قطب شیر

مفتی دار الافتاء محکمۂ قضاء محلہ قاضی سہارنپور

تصدیق

حضرت مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی صاحب عمت فیوضہم

مفتی اعظم مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور

ناشر

مجمع الفقہ الحنفی دار الافتاء محلہ مفتی سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم. امابعد

نکاح اور شادی دین کا ایک ایسا حصار ہے جو انسان کو اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر جنسی خواہشات کو پورا کرنے کا پابند بناتا ہے، اسلام نے پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی گذارنے کیلئے ہمیں نکاح کے ذریعہ جنسی بے راہ روی سے روکا ہے اور پاکدامنی کی نیت سے نکاح کرنے کو برکت کا باعث قرار دیا ہے، نکاح ایسا شرعی معاملہ ہے جس کے ذریعہ زنا اور اس کے لوازمات کا سدباب ہو جاتا ہے۔ نکاح اللہ کی بڑی نعمت ہے دین اور دنیا دونوں کے کام اس سے درست ہوتے ہیں اس میں بہت فائدے اور بے انتہا مصلحتیں ہیں، جس کام کا شریعت میں تاکیدی حکم کیا گیا ہو یا اس پر ثواب کا وعدہ کیا گیا ہو وہ دین کا کام ہے اس اعتبار سے نکاح بھی دین کا کام ہے کہ شریعت کے اندر بعض حالات میں اس کا تاکیدی اور بعض حالات میں ترغیبی حکم ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ بھی ہے، ہمارے فقہاء احنافؒ نے اس کو نفلی عبادات وغیرہ سے افضل کہا ہے۔

یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اسلام ایک مکمل دستور حیات اور پاکیزہ نظام زندگی ہے اس کی تعلیمات زندگی کے ہر گوشے پر محیط ہیں، چنانچہ شادی اور نکاح کے بارے میں بھی اسلام کی تعلیمات نہایت واضح انداز میں بڑی تفصیل کے ساتھ موجود ہیں اور ایک ایک چیز اور ہر ہر جزء کے لئے رہنما ہدایات منقول ہیں، نکاح کو بہت سادہ انداز میں کئے جانے کی ترغیب وارد ہوئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ زیادہ برکت والا نکاح وہ ہوتا ہے جو خرچ وغیرہ کے اعتبار سے نہایت سادہ اور آسان ہو (اور اس میں دیگر تکلفات اور بے جا رسم ورواج کی پابندی نہ کی جائے) اسلام نے شادی کو سادی کرنے کا حکم دیا ہے۔

مگر آج ہم نے "سادی" کو شادی بنا دیا اور خرافات کا وہ طوفان برپا کیا کہ ان جھمیلوں میں پڑ کر ہم اپنے دین ومذہب کی مخالفت بھی کر رہے ہیں اور اپنی نسل اور اپنا مال بھی برباد کر رہے ہیں۔

ملت کا درد رکھنے والے تمام مخلص حضرات کا ملی فریضہ ہے کہ قوم کو ان کی خودساختہ رسموں اور فضول خرچیوں سے اور ملت کو جگ ہنسائی سے بچانے کے لئے کوئی مؤثر عملی قدم اٹھائیں۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منظور کر لیا تو عقد نکاح کے لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ اور انصار کے کچھ لوگوں کو بلا لاؤ پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے عقد کر دیا اور کھجوریں تقسیم فرمادیں۔

آج ہم اپنی شادیوں کی حالت اوران میں ہونے والے بیہودہ کاموں کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرامؓ کے دور کی شادیوں اور آج کل ہونے والی شادیوں میں کوئی جوڑ ہی نہیں ہے وہاں سکون اور وقار تھا تو یہاں ہڑبونگ اور انتشار ہے، وہاں انسانیت تھی تو یہاں شیطانیت ہے، وہاں رضائے خداوندی مطلوب تھی، یہاں رضائے نفسانی مطلوب ہے، وہاں خلوص تھا یہاں فلوس ہے، وہاں کفایت شعاری تھی یہاں اسراف اور فضول خرچی ہے، وہاں اخفا تھا تو یہاں بڑائی کا اظہار ہے، غرض کسی بھی طرح دونوں میں کوئی مناسبت اور مطابقت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دولت اس لئے نہیں دی کہ وہ اسے اسراف، فضول خرچی اور زمانۂ جاہلیت کی سی بے جا رسوم اور خرافات میں اڑادیں، مسلمان تو اس لئے نوازا جاتا ہے کہ وہ غریبوں، محتاجوں اور بے کسوں کی مدد کرے، بے سہارا خواتین اور یتیم بچوں کی ضرورت میں اپنی دولت خرچ کرے۔

صحابۂ کرامؓ جو نکاح اور شادی کیا کرتے تھے وہ محض مسرت، شادمانی اور جوانی کی خوشی کا اظہار سمجھ کر نہیں کرتے تھے بلکہ زندگی کا ایک مقدس فریضہ، اتباع سنت، تحصیل ثواب، پاک دامانی، حصول اولاد کا ذریعہ سمجھتے ہوئے نہایت ہی سادگی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اور اطاعت کا ایک انمول نمونہ پیش کیا کرتے تھے۔ دھوم دھام، آن بان اور لوگوں کی کثرت اور بھیڑ بھاڑ سے محفل نکاح کو پاک صاف رکھتے تھے، صرف طرفین کے خانوادوں سے چند افراد کو اکٹھا کر کے فریضۂ نکاح ادا کر لیتے تھے، نکاح کی ان کے نزدیک وہ حیثیت نہ تھی جو آج ہمارے معاشرے میں ہوگئی ہے، ہماری شادیوں میں برپا ہونے والی اکثر چیزیں شرعی نقطۂ نظر سے بالکل غلط اور کافرانہ طور طریقوں سے مشابہ ہیں، گانوں باجوں وغیرہ کے متعلق تو حدیث شریف میں صاف صراحت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ان چیزوں کو مٹانے کے لئے دنیا میں نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

مکہ معظمہ کے رئیس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں، حضرت عثمانؓ کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کا اور کیا موقع ہوسکتا تھا کہ صاحبزادیٔ رسول آپ کے نکاح میں آرہی ہیں، حضرت عثمانؓ خود اتنے بڑے رئیس تھے کہ بے انتہا دولت کے علاوہ ہزاروں اونٹ اور گھوڑے آپکی ملکیت میں تھے۔ نیز دوسرے ممالک سے بھی آپ کے تجارتی تعلقات خوشگوار اور مربوط تھے آپ چاہتے تو بے شمار دولت اور زینت و آرائش کے سامانوں کی ریل پیل کر دیتے اور دھوم دھام کی ایسی نظیر قائم کردیتے کہ رہتی دنیا تک اس کی مثال دی جاتی مگر حضرت عثمانؓ نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ یہ طریقہ منشاء اسلام کے منافی اور طریقۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قطعاً خلاف ہے،

حضرات صحابۂ کرامؓ کی شادیوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نہ تو جہیز کا ذکر ہوتا اور نہ فرمائشات ومطالبات اور بارات وغیرہ کا کوئی وجود، اور نہ کسی اور طرح کے رسم ورواج کا اہتمام ہوتا صرف محلّہ کے چند لوگ جمع ہوجاتے اور نکاح منعقد ہوجاتا۔ اس موقع پر صرف کھجور یا چھوارے تقسیم کرنے پر اکتفا کیا جاتا، لڑکی والے کے ذمہ نکاح کے موقع پر اتنا ہی مسنون ہے، اس کی طرف سے دعوت طعام کا ذکر نہیں ملتا، البتہ لڑکے والے کی

طرف سے دعوت ولیمہ وہ بھی حسب حیثیت ہی کی جاتی تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی جن کو آپ ؐ کی زبان مبارک سے جنتی ہونے کی خوشخبری مل چکی تھی جب ان کی شادی ہوئی تو محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نکاح کی اطلاع نہ دی، حالانکہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ مدینہ ہی کے باشندے تھے اور یہ نکاح بھی مدینہ میں ہی ہو رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام بھی مدینہ منورہ ہی میں تھا، شادی کے چند روز بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ؐ نے ان کے کپڑوں پر عطر کا اثر محسوس کیا جو زرد رنگ کا تھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے شادی کی ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ ان کی شادی سے کس قدر سادگی ٹپک رہی ہے جس میں نہ کوئی رسم ورواج کی پابندی ہے اور نہ کسی قسم کی دھوم دھام معلوم ہوتی ہے اور کئی روز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی حالانکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر احسانات تھے، نوازشات تھیں، ہمدردیاں اور لازوال شفقتیں تھیں، جنہیں ایک معمولی اور ادنیٰ سا انسان بھی فراموش کر دینا گوارہ نہیں کر سکتا چہ جائے کہ اتنے بڑے صحابی آپ ؐ کو نظر انداز کریں۔ مگر ان کو معلوم تھا کہ منشاء شریعت یہی ہے، مزاج نبوی ؐ یہی ہے، تعلیم اسلام یہی ہے، فرمان رسول ؐ یہی ہے، اسلئے انہوں نے نکاح کو سادہ طریقہ پر بغیر کسی شان، بان اور دھوم دھام کے انجام دیا اور رہتی دنیا تک تمام مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ مسلمانو! اگر عزت وتوقیر چاہتے ہو؟ اگر خدا کی نظر میں محبوب بننا چاہتے ہو؟ اگر حکومت واقتدار اور دارین کی سربلندی وسرفرازی چاہتے ہو تو اس کا واحد طریقہ یہی ہے کہ ہمیں ہر کام (خواہ وہ خوشی کا ہو یا غمی کا) ہر فعل، ہر عمل شریعت کے سانچے میں ڈھالنا ہوگا۔ اسی میں ہمارے لئے حقیقی عزت ہے۔ اور اگر ہم نے غیروں کے طور طریقوں کو اپنا کر اپنی تہذیب، اپنی شناخت مٹا ڈالی تو سمجھ لیجئے کہ پھر ہم خود ہی مٹ جائیں گے، اور جب تک باقی رہیں گے دنیا جہاں کی ذلت ہمارے گلے کا ہار ہوگی، جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں اور بھگت رہے ہیں۔

برادری کی یہ رسمیں، یہ بندشیں، توبہ : کہ دل پہ چوٹ تو لگتی ہے کہہ نہیں سکتے

خدا ہمیں فہم سلیم عملِ مستقیم عطا فرمائیں، تاکہ دین اسلام کی اور اس کے احکامات کی قدر وعظمت ہمارے دلوں میں پیدا ہو، غیروں کے طریقوں سے ہمیں نفرت ہو، ہر کام شریعت کی روشنی میں سنت کے مطابق کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ آمین فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب عطاء الرحمٰن عفا اللہ عنہ

دار الافتاء محکمہ قضاء محلہ قاضی سہارنپور

۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۳۵ھ 9997 - 178 - 786